محل تعمیر کر ہی ڈالو ـــــ وقت تیزی سے گزر رہا ہے ـــــ گرد کی تہیں دبیز ہو گئیں، تاریکیاں کچھ اور بڑھ گئیں، تو کسی نئے چشمۂ خون کی ضرورت پڑے گی ـــــ اور کیا تم سمجھتے ہو کہ خون کے یہ چشمے ابلتے ہی رہیں گے ؟ یہ سوتے خشک بھی ہو سکتے ہیں ـــــ ختم بھی ہو سکتے ہیں، پھر نئے چشمے کہاں سے تلاش کرو گے ؟ ـــــ اب بھی وقت ہے، کتاب و سنت کے نورِ نیر ین سے تابانیاں حاصل کر لو ـــــ جس کے باعث عرب کے گڈریے، شہنشاہِ دوراں بنا دیے گئے تھے، تم بھی اس کی روشنی میں نئی راہیں تلاش کر سکو گے، نئی منزلیں پا سکو گے ـــــ ورنہ یاد رکھو! ـــــ یہ قافلہ اگر چند سال اور اسی طرح بھٹکتا رہا تو خدانخواستہ اس کی سلامتی پر آنچ بھی آسکتی ہے ـــــ پس ان دھندلے نقوش کو واضح کر دو، اجاگر کر دو ـــــ انمٹ بنا ڈالو ـــــ اسی مبارک ماہ میں ـــــ اسی ربیع الاول میں ـــــ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو ! ـــــ آمین !

(اکرام اللہ ساجد)

خوف رہتا ہے جسے قبر کی تنہائی کا

عبدالرحمان عاجزؔ

معدنِ حسن ہے سرچشمہ ہے رعنائی کا
ہر لبِ گل پہ ہے چرچا تری یکتائی کا

ہر دلِ مردہ کو جینے کا سلیقہ آیا،
معجزہ ہے یہ تری شانِ مسیحائی کا

ذرے ذرے کی جبیں سے مہ و انجم ٹوٹے
یہ کرشمہ ہے مری بادیہ پیمائی کا

جس کی رنگت کو قیام اور نہ خوشبو کو دوام
نام کیا لیجیے اُس پھول کی رعنائی کا

رات دن پردۂ سیمیں پہ ستارے دیکھو
کیا یہی شکر ہے اس نعمتِ بینائی کا

دورِ حاضر میں اسے کہتی ہے دُنیا فن کار
رقص کی لت ہو جسے، ذوق ہو تنہائی کا

اک مسلمان مسلمان ہی سے خائف ہو
ہائے یہ حال مسلمان کی رُسوائی کا

اہلِ بینش بھی ہر اک اندھے کو بینا سمجھے
کس قدر قحط ہے اس دور میں بینائی کا

خاک دیکھے گا وہ ہنگامۂ محفل کی طرف
خوف رہتا ہے جسے قبر کی تنہائی کا

اشکِ غم بھی ہو میسر تو پس انداز کرو،
یہ زمانہ ہے مرے دوستو مہنگائی کا

تو ہے دانا تو کسی اور کو ناداں نہ سمجھ
ہے تقاضا یہی عاجزؔ تری دانائی کا!